چودھویں صدی
کے
مجددین

جناب عبدالستار انصاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام! چند ماہ قبل مقامی گورنمنٹ ہسپتال میں زیر علاج ایک مریض کے ذریعہ جیبی سائز کا ایک پمفلٹ "چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟" کے عنوان سے جو حافظ آباد کے مرزائی کارکنوں نے ہسپتال میں خفیہ طور پر تقسیم کیا تھا۔ ملا۔ اسے محمد اعظم اکسیر نے تحریر کیا اور یہ احمد اکیڈمی ربوہ (چناب نگر) کی جانب سے ناشر جمال الدین انجم کے زیر اہتمام محمد محسن لاہور آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس میں:

اوّل...... مرزائی مصنف نے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۴۱، مشکوٰۃ ص ۳۶) کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ: "خدا! اس امت میں ہر صدی کے سر پر مجدد دین بھیجتا رہے گا۔"

دوم...... ۱۲۹۱ھ میں شائع ہونے والی ایک غیر معروف اور گمنام مصنف کی کتاب "حجج الکرامہ" میں مذکورہ حدیث کے تحت آنے والے تیرہ صدیوں کے مجددین کی تفصیل پیش کی ہے۔

سوم...... تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست لکھ کر ۱۴ ویں صدی کے مجدد کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ کہاں ہے؟

چہارم...... "مجدد عصر کا اعلان" کے تحت لکھتے ہیں: فرمودۂ رسالت مآب ﷺ کے مطابق عین وقت پر مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ نے اعلان کیا۔

"جب تیرھویں صدی کا خیر ہوا اور چودھری صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔

(کتاب البریہ ص ۱۸۳، حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

آخر پر خدارا سوچئے! کے تحت لکھتے ہیں کہ: "۸ نومبر ۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی ختم ہوچکی ہے۔ سوچئے اور سوچ کر بتایئے کہ فرمودہ رسول ﷺ کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد و مسیح ومہدی کہاں ہے؟"

مرزائی مصنف نے اس مختصر تحریر میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حالانکہ جہاں یہ کوشش اور جسارت ملت اسلامیہ کے اجتماعی عقیدہ کی توہین ہے۔ وہاں ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پاس کردہ ترمیمی قانون کی کھلی توہین اور باغیانہ جرأت بھی ہے۔

مصنف کے تحریر کردہ الہام سے بقول مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے صرف مجدد ہونے کی خبر نہ دی گئی تو مرزا غلام احمد نے "کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو بیٹھنے کی جگہ خود بنالوں گا۔" کے مصداق مجدد کے ساتھ نبوت کا کافرانہ دعویٰ کر دیا۔

بات مجدد تک رہتی تو شاید امت مسلمہ میں اتنے جوش وخروش کا مظاہرہ دیکھنے میں نہ آتا۔ لیکن قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے قرآن پاک اور ارشادات نبوی ﷺ اور اجماع امت کا انکار کر کے صریح کفر کو اختیار کر لیا تو پھر جب مسلمان ہی نہ رہا تو مجدد، محدث اور ولی کیسا؟ اور دعویٰ نبوت جو تقریباً ۱۹۰۰ء کے بعد کیا گیا۔ اس سے پہلے خود مرزا غلام احمد آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور مسلیمہ کذاب کا بھائی لکھتا رہا۔ جبکہ بقول قادیانی کذاب کے وحی کا آغاز ۱۸۷۶ء میں سیالکوٹ ملازمت کے دوران شروع ہو چکا تھا۔ وحی والہام جو بقول مرزا کے اللہ کی طرف سے ہوا تو ۱۹۰۰ء تک ہوئی ۲۴ سال موسلا دھار بارش کی طرح وحی کرنے والے نے بھی مرزا قادیانی کو آگاہ نہ کیا کہ آگے چل کر تو خود اپنے تحریر کردہ احکام کے جال میں پھنس جائے گا۔ واقعتاً "دروغ گورا حافظہ نہ باشد" کے مصداق ۱۹۰۲ء تک جسے یہ خود ساختہ حامل وحی اور الہام کا دعویدار کفر سمجھتا رہا اسے اسلام سمجھنے لگ گیا۔ طے شدہ بات ہے کہ کفر بہر حال کفر ہی رہتا ہے۔ کسی کے سمجھنے سے اسلام نہیں بنتا۔ فرعون و نمرود کو کچھ بدنصیب اگر الٰہ سمجھ بیٹھیں تو وہ الٰہ نہیں بنیں گے۔ صرف سمجھنے والے کافر ہوئے۔ زہر زہر ہے اس کو تریاق کہہ دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ ازاں بعد دعویٰ نبوت ورسالت میں بھی کیا آیات قرآنی کو اپنے متعلق چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی۔ نہ ماننے والوں کو کافر وغیرہ لکھا گیا۔

غیر احمدیوں کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے حرام قرار دیئے گئے بلکہ خود مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا۔ اس لئے کہ اس عکرمہ جیسے خوش نصیب نے ابوجہل جیسے باپ کو نہیں مانا تھا۔ اور مشہور بات ہے۔ کہ ظفر اللہ نے باوجود پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کے بانی پاکستان قائد اعظمؒ کے جنازے میں شرکت نہیں کی بلکہ علیحدہ کھڑا رہا۔ اور پوچھنے پر صاف صاف کہہ دیا کہ مسلمان حکومت کا کافر وزیر مجھے سمجھ لو یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر مجھے سمجھ لو۔

میں نے ایک پمفلٹ ۱۹۷۴ء میں حافظ آباد کے ایک منتخب ممبر قومی اسمبلی کے لئے لکھا تھا۔ تاکہ اسمبلی میں اسلامیان علاقہ حافظ آباد کی نمائندگی کرتے ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرے۔ اس مختصر پمفلٹ میں تصویر کے دونوں رخ دکھائے گئے۔ مرزا پہلے کیا کہتا رہا اور بعد میں ہندو اور انگریز کی شہہ پر کیا کچھ کر گزرا۔

مفاد عامہ کے پیش نظر اسے بھی شائع کر رہا ہوں۔ کہ عوام الناس خود مطالعہ کریں۔ اور سمجھیں کہ چودھویں صدی کا قادیانی دجال کذاب یا صیاد کس بری طرح اپنے تیار کردہ دام میں الجھ کر پھڑ پھڑا رہا ہے۔

بعثت مجدد کی خبر

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں۔ فرمایا: "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا" (مشکوٰۃ شریف، ابی داؤد ج ۲ ص ۱۳۲، باب ما یذکر فی قدر المائۃ) بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔

حدیث تجدید کی شرح اور مجددیت کی حقیقت

حاشیہ از مفتی غلام سرور صاحب قادری رضوی ایم اے اسلامک لاء یونیورسٹی بہاولپور
یعنی جب علم و سنت میں کمی اور جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ اس صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا جو سنت و بدعت میں امتیازی شان پیدا کرے گا۔ علم کو زیادہ اور اہل علم کی عزت کرے گا۔ بدعت کا قلع قمع کرے گا۔ اور اہل بدعت کی شوکت توڑ دے گا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ سر بکف ہو کر دین محمدی ﷺ کے جھنڈے گاڑے گا۔

شیخ ابو زہرہ مصری نے اپنی کتاب (اسلامی مذاہب) میں قادیانی عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: "رہا مرزا قادیانی کا مجدد والی حدیث سے تمسک! تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ مجددین سابقین نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ معجزات کا پھر مرزا ایک مستثنیٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔" (اسلامی مذاہب ص ۳۸۸)

شان مجدد

اللہ تعالیٰ نے جہاں امت محمدیہ ﷺ پر اپنی ہر نعمت تمام کر دی اور دین حنیف کو مکمل فرما دیا۔ وہاں نبوت کا سلسلۂ عالیہ بھی سرور کائنات حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم کر دیا۔

آنحضور ﷺ کے بعد اصلاح خلق اور نفاذ و اجرائے احکام شرعیہ کا مقدس فرض علماء و صلحائے امت بجا لاتے رہے۔

ہر دور میں کاملین کی ایک جماعت سرگرم عمل رہی ہے۔ جو صداقت عزم عشق دین اور پاکیزگی قلب کے اعتبار سے عامۃ الناس میں ممتاز رہی ہے۔ ایسے افراد کا ظہور حالات کی نزاکت

اور ضروریات زمانہ کے مطابق ہوتا ہے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد احسانوں میں سے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کے احیاء واجراء کی خاطر دنیا کو کسی دور میں بھی اپنے "عبادی الشکور" سے خالی نہیں رہنے دیا۔ تطہیر وتعمیر فکر، اصلاح احوال، تجدید دین، تہذیب وتنظیم، دعوت وارشاد، تفقہ واجتہاد، تذکر وتزکیہ، تنقید وتنقیح، حفظ وراثت ونبوت، جہاد بالسیف واللسان والقلم، قیام حق وہدایت فی الارض والامت کے لحاظ سے ان کے کارنامے جوانہوں نے اپنے عہد میں سرانجام دیئے۔ ناقابل فراموش ہیں۔

ایسے ہی کاملین میں بطور خاص قابل ذکر شخصیت "مجدد" کی ہے۔ مجدد اپنے فکر صحیح کے ساتھ اسلامی اخلاق کا کامل نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک بے باک مبصر، مجسمۂ ایثار اور آئینۂ اسلام ہوتا ہے۔ اور حق وباطل میں ذرہ بھر آمیزش اور کسی قسم کی مصالحت روا نہیں رکھتا۔ فوز وفلاح کے جتنے کچھ انعامات امت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلہ سے ہوتے ہیں۔ جیسا کے خود شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا ہے۔

مجدد آں است کہ ہر چہ درآں مدت از فیوض برائے امت
رسد بہ توسط اور سد اگر چہ اقطاب واوتاد دراں وقت باشند

مجددیت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر جو گونا گوں احسانات فرمائے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے اور اپنے قرب ورضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لئے نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک یہ سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا۔ اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السلام کی مسلسل تعلیم وتربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا بالغ ہوگئی۔ تو حکمت الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرمادیا جائے۔ جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم وتنسیخ کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی ورسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی پر نبوت کے اس سلسلہ کو ختم کردیا جائے۔ حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے بھیجے ہوئے مقدس صحیفۂ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمادیا۔

حضورﷺ کی تشریف آوری سے قبل پوری انسانیت کو اکٹھے کرنے کے لئے صرف اور صرف توحید باری تعالیٰ مرکزی نقطہ اور نعرہ تھا کیونکہ نبوت کسی نبی کی بھی عالمگیر نہیں تھی۔ ہر نبی ایک مخصوص علاقہ یا گروہ، قبیلہ کے لئے ہادی بنائے گئے تھے۔ اور ان سب میں ایک قدرے مشترک اور مرکزیت ہے تو وہ توحید باری تعالیٰ "لا الـــــــہ الا اللہ" کے کلمہ پر ہے اور سید کائناتﷺ کا سارے جہانوں کے لئے رسول وہادی بن کر تشریف لانا تمام عالمین کے لئے رحمت بن کر آنا۔ سب کو ڈر سنانے والا اور مبشر بن کے سب کی طرف تشریف لانا۔ گویا اب ساری کائنات کے اتحاد کے لئے رسول کریمﷺ کو عالمگیر شانوں کے ساتھ رسول اور نبی ماننا بلکہ خاتم النبیین ماننا از حد ضروری ہے۔ آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں۔ آنحضرتﷺ کی بعثت سے قبل جتنے کذاب ہوئے سب نے اللہ۔ رب ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ دعویٰ نبوت سے اہل اسلام کی مرکزیت متاثر ہوتی ہے اور دشمن کا ہدف ہمیشہ مرکز ومحور ہوتا ہے۔ تبھی تو آنحضرتﷺ کے زمانہ مبارک سے شروع ہو کر یعنی مسلیمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس کذاب نے بھی کافرانہ دعویٰ کیا الوہیت کے بجائے دعویٰ نبوت کیا۔ دشمن ہمیشہ مرکز شکن ضرب لگانے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔ میرے نزدیک نمرود، شداد، فرعون جیسے کافروں کا دعوائے الوہیت جتنا سنگین مرکز توڑ اور کافرانہ ہے۔ اسی طرح مسلیمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک یا اس کے بعد جتنے کذاب دعویٰ نبوت کریں۔ ان کا دعویٰ نبوت بھی فرعون وشداد سے کم کافرانہ کسی صورت بھی نہیں۔

حفاظت دین کا فطری اور قدرتی انتظام

چونکہ یہ دین قیامت تک کے لئے اور دنیا کی ساری قوموں کے لئے آیا اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا۔ اور ہر مزاج وقماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم وہدایت میں طرح طرح کی تحریفیں اور آمیزش ہوئیں۔ اور عقائد واَعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی۔ اس آخری ہدایت وتعلیم میں بھی تحریف وتبدیل کی کوششیں کی جائیں۔ اور فاسد مزاج عناصر اس کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لئے حقائق دینیہ کی غلط تاویلیں کریں۔ اور سادہ لوح عوام ان کے دجل وتلبیس کا شکار ہوں۔ اور اس طرح یہ امت بھی عقائد واعمال کی بھول بھلیوں میں بھٹک جائے۔ اس لئے سلسلۂ نبوت ختم ہو جانے کے ساتھ ہی اس دین کی

حفاظت کے لئے ایک خاص انتظام کر دیا گیا۔

کہ اللہ عزوجل نے خود قرآن پاک میں اعلان فرمایا کہ: "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون" کے مطابق اس کامل واکمل دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا اور اس باطنی نظام کے ساتھ ظاہری نظام کا بھی اہتمام فرمایا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگان پیدا ہوتے رہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم وبصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام سنت وبدعت کے درمیان امتیازی لکیر کھینچ سکیں اور اس کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں ڈالا جائے۔ اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی ان کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں۔ اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد وگمراہی کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں۔ اور امت کے عقائد واعمال میں جب کوئی فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم النبیین ﷺ کے ایک وفادار جانثار لشکری کی طرح وہ اس کی بیخ کنی کے لئے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں۔ اور کوئی لالچ نہ کوئی خوف ان کے قدم روک سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے اس ضرورت کا بھی اہتمام فرمایا اور اس کے آخری رسول ﷺ نے مختلف موقعوں پر حکمت الٰہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل وامین اور محافظ ہوں گے۔ وہ اہل افراط وتفریط کی تحریفات سے دین کو محفوظ رکھیں گے۔ اور اس آخری دین کو بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے۔ اس کام کا اصلاحی عنوان تجدید دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔"

چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرت کاملہ کی طرف سے پیش از پیش کیے گئے اور امت کو ان انتظامات سے بطور پیش گوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایک صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔

اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں۔ حمایت دین اور اقامت سنت اور ازالہ بدعت اس کی خاص شان ہوتی ہے۔ غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے۔ اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی توقع سے بہت زائد نکلتا ہے۔

تعمیم تجدید

محققین کا کہنا ہے کہ امر تجدید علماء، فقہاء اور مجتہدین سے ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ بادشاہان اسلام۔ قراء، محدثین، زاہد، عابد، واعظ نحو وصرف، تاریخ و سیرت کے علماء، سخی اور دولت مند بھی اس میں شامل ہیں۔ جو مال و دولت لٹا کر علماء کرام، مجتہدین عظام سے دین کے تجدید طلب امور کو تازہ کراتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک فرقہ سے بھی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ حنفی مذہب ہو یا مالکی، شافعی ہو یا حنبلی، ہر مذہب میں مجدد پیدا ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہاں کچھ اکابر ایسے ہیں جنہوں نے صرف اپنے ہی ہم مسلک مجددین کی فہرست معرض تحریر میں رکھی ہے۔ جس سے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ایک سو سال کے بعد دوسری صدی شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں پہلی صدی کا کوئی شخص زندہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس امت میں سو سال سے زائد عمر شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ البتہ دین و شریعت مطہرہ نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے احکام کو گردش گردوں اور تغیرات زمانہ متاثر نہیں کر سکتے۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں ان کی افہام و تفہیم اور جان پہچان والی شخصیتیں راہی عدم ہو جاتی ہیں اور دین کی دھوم مچانے والے حضرات موت العالم موت العالم کے مطابق دنیا کو سونا اور بے رونق کر کے ملک بقاء کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے افکار شریعت کے احکام سے ناواقف اور ان کے اذہان اس کی حکمتوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہی چیز دین سے ان کی لاابالی اور شریعت پاک سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسائل اور ضروریات ایسے مجبور ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے ایک پرانی چیز کو ناقابل استعمال گردان کر اس سے نظر التفات ہٹالی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایسی شخصیتیں جن کا ظاہر شریعت کے احکام اور باطن طریقت کے اسرار سے آراستہ ہوتا ہے۔ بھیج کر ”وانا له لحفظون“ (الحجر: ۹) کہ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں) کا کرشمہ ظہور میں لاتے ہیں۔ اور ان سے خدمت دین لیتا ہے۔ اور ان میں جذبۂ احیاء سنت ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے کہ وہ گمراہی کے بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکر لینے سے گریز نہیں کرتے اور ہر طرح کے کیل کانٹے عبور کر کے

خدمت دین کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

یہ بات زبان زد عام ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ مگر بہ نظر تحقیق جو مترشح ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بیک وقت کئی ایک مجدد ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب قارئین کرام کچھ مجددین حضرات سے شرف تعارف بھی حاصل فرمائیں گے۔

سبحان اللہ...... اللہ والوں کی مبارک زندگی باشندگان جہاں کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جن کے وسیلہ جلیلہ سے مصیبتیں ٹلتی اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور ان کے وجود باجود کی برکتوں سے وہ عقدے ایک چٹکی سے حل ہوجاتے ہیں۔ جنہیں نہ کسی کا ناخن تدبیر کھول، نہ ترازوئے عقل تول سکے۔ وہ پاک شخصیتیں اپنی صورت وسیرت، رفتار، گفتار، روش اور ادا میں رسول اللہ ﷺ کی تصویر اور صفات قدسیہ کی مظہر ہوتی ہیں۔ وہ جہاں اسرار شریعت کی حامل ہوتی ہیں۔ وہاں رموز طریقت کی امین بھی۔

قدرت خداوندی نے ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ جن کا کام ہر خطرہ سے نڈر ہوکر راہ حق کے ان نشانات کو بے غبار کردکھانا ہے۔ جو اہل زمانہ کے افراط وتفریط کی تیز اور تند لہروں سے پامال ہوجاتے ہیں۔

بلکہ ہر صدی کا ختم یا آغاز ایسے بے باک حق کے داعیوں کی نوید بعثت کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ اور یہ مردان خدا ہی ہوتے ہیں۔ جن کی علمی اور عملی جدوجہد اور نگاہ کرم سے عالم کی بہار برقرار ہے۔ اگر ان کا وجود باجود نہ ہو تو سب کچھ برباد ہوکر رہ جائے۔

مجددین کے متعلق اہم معلومات

سطور بالا جو کہ سلف صالحین کے بیانات کی روشنی میں تحریر ہو چکی ہیں۔ ان سے جو معلومات مجددین عظام کے متعلق واضح ہوتی ہیں۔ مختصراً پیش خدمت ہیں۔

۱...... آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق کہ اصلاح حال اور دین حقہ میں تازگی پیدا کرنے کے لئے ہر صدی میں مجدد پیدا ہوتے رہیں گے۔

۲...... مجددین ہر صدی کے کسی نہ کسی حصہ میں تجدید کے لئے ضرور ظاہر ہوکر سعی وکوشش فرمائیں گے۔

۳...... مجددین ہر صدی میں ایک سے زیادہ ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف علاقوں میں بھی ہو سکتے اور ہوتے رہیں گے۔ بلکہ ہوتے رہے ہیں۔

۴...... مجددین مختلف فقہیہ طبقات یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی گویا ہر طبقہ سے ہوتے رہے

ہیں۔ اور آئندہ بھی یقیناً ایسا ہی ہوگا۔

۵...... جن مجددین پاک کے متعلق آج تک تاریخ نے معلومات فراہم کئے ہیں۔ ان سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے۔ کہ آج تک کسی مجدد نے اپنے مجدد ہونے۔ اپنے متعلق حامل وحی، صاحب معجزات، اور صاحب رسالت و نبوت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قادیانی کذاب نے دعوائے نبوت کر کے واضح طور پر اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر لیا ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا کہ ہندسہ ایک کے ساتھ جوں جوں صفر زیادہ لگاتے جائیں رقم بڑھتی جائے گی۔ لیکن ایک کا ہندسہ مٹا دینے سے چاہے کتنے بھی صفر ہوں۔ سب بے وقعت ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ایمان کا ایکا نہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی حقیقت میں بالکل عمل ہی نہیں۔ کفر ایسی خباثت ہے۔ جو ہر عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ کفر کسی بھی مقام و مرتبہ کے حصول میں بدترین رکاوٹ ہے۔ تو پھر کذاب قادیانی کا دعویٰ مجددیت۔ چہ معنی!

پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے کچھ مجددین کے مبارک نام

پہلی صدی کے مجدد

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبدالعزیزؒ جن کا وصال ۱۰۱ھ میں ہوا۔ پہلی صدی کے دوسرے مجدد امام محمد بن سیرینؒ ہیں جن کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔

دوسری صدی کے مجدد

حضرت امام حسن بصریؒ متوفی ۱۱۰ھ

امام اعظم ابوحنیفہؒ متوفی ۱۵۰ھ

امام محمد بن حسن شیبانیؒ جن کا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا

امام مالک بن انسؒ متوفی ۱۷۹ھ

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظمؒ متوفی ۲۰۳ھ

تیسری صدی کے مجدد

امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی صاحب سننؒ متوفی ۳۰۶ھ

امام احمد بن حنبلؒ متوفی ۲۴۱ھ

چوتھی صدی کے مجدد

امام طحاویؒ متوفی ۳۲۱ھ اور امام اسماعیل بن حماد جوہری بغویؒ متوفی ۳۹۳ھ وامام ابوجعفر بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ وامام ابوحاتم رازیؒ متوفی ۳۲۷ھ

پانچویں صدی کے مجدد

امام ابونعیم اصفہانیؒ متوفی ۴۳۰ھ، امام ابوالحسین احمد بن محمد بن ابوبکر القدوریؒ متوفی ۴۲۸ھ

امام علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانیؒ متوفی ۵۰۲ھ وامام محمد بن محمد غزالیؒ متوفی ۵۰۵ھ

چھٹی صدی کے مجدد

امام فخر الدین ابوالفضل عمر رازیؒ وصال ۶۰۶ھ وعلامہ امام عمر نسفی صاحب العقائدؒ وصال ۵۳۷ھ، وامام قاضی فخر الدین حسین منصورؒ وصال ۵۹۲ھ صاحب فتاویٰ قاضی خان اور حضرت امام ابومحمد حسین بن مسعود فراءؒ متوفی ۵۱۶ھ

ساتویں صدی کے مجدد

علامہ امام ابوالفضل جمال الدین محمد بن افریقی مصریؒ صاحب لسان العرب وصال ۷۱۱ھ اور شیخ المشائخ خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ وصال ۶۳۲ھ، حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ معین الدین چشتی اجمیریؒ وصال ۶۳۳ھ، امام ابوالحسن عزالدین علی بن محمد معروف ابن اثیر وصال ۶۳۰ھ اور امام اولیاء شیخ اکبر محی الدین محمد معروف ابن عربیؒ وصال ۶۳۸ھ

آٹھویں صدی کے مجدد

امام عارف باللہ تاج الدین بن عطاء اللہ سکندریؒ وصال ۷۰۷ھ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ وصال ۷۲۵ھ، علامہ امام عمر بن مسعود تفتازانیؒ وصال ۷۹۲ھ

نویں صدی کے مجدد

امام حافظ جلال الدین ابوبکر عبدالرحمٰن سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ، امام نور الدین علی بن احمد مصری سمہودی صاحب وفا الوفاء متوفی ۹۱۱ھ، امام محمد بن یوسف کرمانی شارح بخاری متوفی ۸۸۶ھ، امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاویؒ متوفی ۹۰۲ھ، علامہ امام سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ

دسویں صدی کے مجدد

حضرت امام شہاب الدین ابوبکر احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۱۳ھ وعارف باللہ امام محمد شربینیؒ صاحب تفسیر سراج منیر متوفی ۹۱۹ھ وعلامہ شیخ محمد طاہر محدث پٹنیؒ متوفی ۹۸۶ھ

گیارھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام علی بن سلطان قاریؒ وصال ۱۰۱۱ھ وحضرت امام ربانی عارف باللہ جناب شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ متوفی ۱۰۳۴ھ اور حضرت سلطان العارفین محمد باھوؒ ۱۱۰۲ھ

بارہویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ مولانا امام ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ، حضرت علامہ عارف باللہ امام عبدالغنی نابلسیؒ متوفی ۱۱۴۳ھ، حضرت علامہ شیخ احمد ملاجیون متوفی ۱۱۲۵ھ

تیرھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام بحرالعلوم عبدالعلی لکھنویؒ متوفی ۱۲۲۶ھ، علامہ عارف باللہ شیخ احمد صادی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ، علامہ عارف باللہ احمد بن اسماعیل طحطاویؒ ۱۲۳۱ھ، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ متوفی ۱۲۳۹ھ

چودھویں صدی کے مجدد

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری صاحب فاضل بریلویؒ،
آپ کی ولادت باسعادت بھارت کے صوبہ یوپی کے شہر بریلی میں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خانؒ کے گھر میں ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خانؒ نے علم دین وشریعت کو حضرت مولانا غلام قادر صاحب اور اپنے فاضل مکرم والد صاحب حضرت مولانا نقی علی خانؒ سے حاصل فرمایا۔ اور تیرہ برس دس ماہ کی عمر میں حفظ قرآن پاک سے شروع کر کے صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، اصول معانی وبیان، تاریخ، جغرافیہ، حساب، منطق فلسفہ، ہیئت وغیرہ وجمیع علوم دینیہ عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل اور دستار فضیلت زیب سر فرمائی۔

امام اہل سنت نے سلوک وطریقت کے علوم امام اولیاء سیدنا ومرشدنا شاہ آل رسول

ماہرویؒ سے حاصل کیے۔ اوران کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ انھوں نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت وخلافت بخشی۔ نیز آپ نے حضرت امام اولیاء ابوالحسن نوری ماہرویؒ سے بھی روحانی اور باطنی علوم کا اکتساب کیا۔

فاضل بریلویؒ نے تمام عمر دین مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت وتبلیغ میں صرف کردی اور ہزاروں خوش نصیب وسعیدوں کو علم طریقت وشریعت سے منور فرمائے۔

چودھویں صدی کے عظیم مجدد شاہ احمد رضا خانؒ نے ترجمہ قرآن پاک سے شروع کرکے کم وبیش تین ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں ترجمہ قرآن شریف المعروف کنزالایمان، فتویٰ رضویہ ہزار ہزار صفحہ کی ۱۲ جلدوں میں مرتب فرمایا۔ الدولۃ المکیہ بزبان عربی ساڑھے ۸ گھنٹہ دوران سفر سعید مکہ مکرمہ میں علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر لکھ کر عرب وعجم کے ہزاروں علماء جن میں موافق ومخالف بھی تھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

مولانا احمد رضا خانؒ نے اپنی ہزاروں تصنیفات کے ذریعہ ہر مسئلہ خواہ شرعی ہو یا تصوف وروحانیت کا مذہبی ہو یا سیاسی، خوردونوش کا ہو یا زہدوعبادت سے متعلقہ قرآن وحدیث سے اتنے زبردست دلائل سے روشنی ڈالی ہے۔ کہ دین حقہ کا ہر گوشہ چمک اٹھا۔ مسلک حق کے چہرہ پر اہل ہوس کی ڈالی ہوئی گرد کچھ اس طرح جھاڑ دی کہ گردوغبار کے ساتھ ہی اہل ہوس بھی بے نشان ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد رضا خانؒ اسلام کے رجل عظیم، صاحب زبان صاحب قلم، صاحب کردار جنہیں عرب وعجم کے علماء عظام نے مجدد مائۃ حاضرہ تسلیم کیا ہے۔ (دیکھیں انوار رضا۔ اعلیٰ حضرت علماء حرمین کی نظر میں) جن کے وصال پر اہل ہند کے اپنے تو اپنے مخالفین کے اکابرین نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان الفاظ سے افسوس کیا کہ آج دنیا میں علم کا چراغ بجھ گیا اور تحقیق کا آفتاب غروب ہو گیا۔

جن کے متعلق شاعر مشرق مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اوران کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔

مولانا جو رائے ایک دفعہ قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غوروفکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں

کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خان گویا اپنے دور کے امام ابوحنیفہ ہوتے۔

حضرت مولانا احمد رضا خانؒ جو عاشق رسول ﷺ آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت اور چودھویں صدی کے مجدد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف سے لقاء حق کے لئے اس دنیا فانی کو چھوڑ کر چل دیے۔

چودھویں صدی کے دوسرے مجددؒ

عزت مآب عالی مرتبت سیدنا و مرشدنا اعلیٰ حضرت قبلہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ۔

اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز یکم رمضان ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۸۵۹ء بروز پیروار کولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کا نسبی تعلق والدین شریفین کی طرف سے آل رسول ﷺ یا فرزندان رسول ﷺ طیب و طاہر سلاسل حسنی اور حسینی سے وابستہ ہے۔

حضرت والا نے دینی تعلیم گھر کے پاکیزہ ماحول میں اپنے والد مکرم اور دیگر خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ ازاں بعد تکمیل تعلیم کے لئے حضرت مولانا غلام محی الدین ہزاروی کو مقرر کیا گیا۔ جن سے آپ نے کافیہ تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ایک طالب علم کی شان سے گولڑا شریف سے چل کر موضع بھوئی علاقہ حسن ابدالی، ضلع کیمبل پور (اٹک) کے فاضل اجل حضرت علامہ مولانا محمد شفیع قریشیؒ سے اڑھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو و اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گولڑا شریف سے تقریباً ایک سو میل دور موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے حضرت مولانا سلطان محمودؒ سے حصول علم کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔

لیکن حصول علم کی تشنگی اس مرد درویش کو پنجاب سے دور تقریباً اندرون ہند تک لے گئی اور آپ حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوریؒ کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ مولانا کانپوری ہفتہ بعد حج پر جانے کے لئے تیاری فرما رہے تھے۔ تو قبلہ عالم وہاں سے لوٹ کر محدث کانپوریؒ کے استاد محترم استاد الکل حضرت مولانا لطف اللہ نور اللہ مرقدہ علی گڑھی کے درس میں داخل ہو گئے۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کی ذات گرامی شہرۂ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی علی گڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی

متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد تھے اور شاہ محمد اسحٰق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے نواسے اور جانشین تھے۔

علی گڑھ میں حضرت قبلہ عالمؒ نے قریباً اڑھائی سال تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت بلند اخلاق اور مثالی کردار کے باعث حضرت استاذ المکرم و دیگر اساتذہ کرام وہم مکتبوں میں بے حد مقبولیت اور توقیر حاصل فرمائی۔

قبلۂ عالم علی گڑھ سے فارغ ہو کر مزید حصول علم اور سند حدیث حاصل کرنے کے لئے سہارنپور میں مولانا احمد علی محدثؒ کے درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ سہارنپور میں مولانا احمد علیؒ محدث فن حدیث کے امام تصور کئے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت اور کاملیت پر بیّن ثبوت ہیں۔ آپ مولانا عبدالحیؒ بحر العلوم لکھنویؒ اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۱ھ مکہ شریف جا کر خاندان ولی اللٰہی کے مشہور چشم و چراغ شاہ محمد اسحاق سے سند حدیث حاصل کی اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سلسلہ صابریہ کے مشہور بزرگ حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی کے استاد تھے۔

قبلہ عالم کی تحقیق علمی اور شرافت، بلندی کردار زہد ریاضت سے واقف ہو کر شیخ الحدیث سہارنپوریؒ نے محسوس کر لیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الٰہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمیہ و دہبیہ کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کی خدمت بھی لینے والا ہے۔ اس لئے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرت کی دعوت کی اور پھر سند حدیث سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وطن تشریف لے جائیں اور دین کی خدمت کیجئے۔

حضرت نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی۔ سند مل گئی۔ جس پر ۱۲۹۵ھ تاریخ مرقوم ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمیہ کی تکمیل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی تھی۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کا انتقال ہو گیا۔

بیعت

قبلہ عالمؒ نے تعلیم سے فارغ ہو کر تلاش مرشد میں اپنے استاد محترم کے ساتھ شیخ العصر

شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شمس العارفین غوث زماں حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرّہ، اپنے شیخ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ سلسلہ عالیہ قادری کا فیض اپنے آباء واجداد سے مل چکا تھا۔

نیز دوران سفر سعید مکہ معظمہ میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ العزیز شیخ العرب والعجم حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ سے ملے اور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ بالآخر حاجی صاحب قبلہ نے سلسلۂ چشتیہ۔ صابریہ کا شجرہ عطا فرما کر اجازت وخلافت سے نوازا۔ حاجی صاحبؒ نے ۱۳۱۷ھ ۱۹۰۰ء۔۱۸۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور جنت المعلّٰی میں دفن ہوئے۔

حضرت گولڑویؒ فرماتے تھے۔ کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا۔ جس کا سدباب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے۔ تو بھی علماء عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسے کہ آپ کی تصنیفات وملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

عالی نسب سید حضرت گولڑویؒ نے جب اپنے آپ کو علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ کر لیا۔ کئی علماء حق اور مشائخ عظام کی دعاؤں سے دامن طلب بھر چکے۔ زیارت حرمین شریفین سے تمنا وصل پوری کر چکے۔ نور مصطفیٰ ﷺ کی نورانیت سے دل ونگاہ کی دنیا کو منور فرما چکے تو توکل علی اللہ، جہاد فی سبیل اللہ کے لئے میدان عمل میں نکل آئے۔ خداعزوجل کے دین برحق اسلام کی حمایت میں شب وروز ایک کر دیئے۔ مسلک حق اہل سنت کیخلاف اٹھنے والی ہر آواز کے سامنے سینہ تان کر ڈٹ گئے۔

چودھوی صدی کی شہرہ آفاق اور نامور شخصیت کی زندگی کو جاننے والا کون نہیں جانتا کہ حضرت گولڑویؒ نے حمایت حق میں جس ثابت قدمی سے جلالت چشتیہ کا مظاہرہ فرمایا کہ شیطان لعین کے پروردہ راہ مستقیم سے بھٹکے ہوئے منظم گروہ عبرت ناک تباہی سے دوچار ہوئے۔ اہل اسلام میں انتشار وافتراق کو فروغ دینے کے لئے جو غلط طبقے وجود میں آئے۔ خواہ نیچری ہوں یا چکڑالوی۔ رافضی ہوں یا خارجی، بلکہ کانگریس کی ہندوانہ اور کافرانہ سیاست کیخلاف اس قدر زبردست مجاہدانہ اور مجددانہ کارنمایاں انجام دیئے کہ دلائل کے آہنی پنجے میں بے بسی کے عالم میں دم توڑتے نظر آئے۔

جاننے والوں سے یہ بات کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے کافرانہ دعوے مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور نبوت پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزائیت حضرت کے نام سے لرزاں ہے۔ حضرت کی کتاب "شمس الہدایت" اور "سیف چشتیائی" مرزائیت کی رد میں بے مثال تصانیف ہیں۔

۲۵ راگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ مقرر ہوئی کہ حضرت گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان مناظرہ بمقام لاہور ہوگا۔ ۲۴ راگست کو حضرتؒ لاہور پہنچ گئے۔ تمام سنی، شیعہ، دیوبندی، اہلحدیث طبقوں نے حضرت گولڑویؒ کو مرزا کے مقابلہ میں اپنا متفقہ نمائندہ مقرر کیا۔ یہ حضرت کی مرکزی اور مجددانہ شان ہے۔ حضرت شاہ صاحب لاہور پہنچ کر برکت علی ہال میں مقیم ہوئے۔ اور مرزا نے لاہور آنے سے انکار کر دیا۔ قادیانی جماعت کے بعض بااثر لاہوری مرزائیوں نے مرزا کو لاہور لانے کی بے حد تگ ودو کی مگر ناکام رہے۔

جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیان سے ناکام لوٹا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہو گیا اور بے شمار لوگوں نے اسی وقت تائب ہونے کا اعلان کر دیا۔

مختصرا یہ کہ تحریک خلافت کا دور آیا۔ یا ہجرت۔ تحریک آزادی کا زمانہ تھا۔ یا کانگرس کا پر فریب نعرہ وطنیت کا شور وغل۔ اعلیٰ حضرت گولڑویؒ نے ہمہ وقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہمیشہ صحیح سمت کی طرف کی۔ حضرت والاشان کی مجاہدانہ، مجددانہ، فقیرانہ زندگی کو جاننے کے لئے مہر منیر کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

سیدی شاہ بغدادیؒ کی عظمت اور غریب نواز اجمیریؒ کی جلالت کا وارث لاکھوں دلوں کو علوم شریعت وطریقت سے منور کر کے جانثاران مصطفیٰ ﷺ کا قافلہ سالار لاکھوں کروڑں آنکھوں کو آبدیدہ چھوڑ کر ۲۹ رصفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ رمئی ۱۹۳۷ء بروز سہ شنبہ لقاء حق کے لئے اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اگلے دن شام تک زیارت کے بعد آنحضورؒ کو دفن فرما دیا گیا۔ تو یہ رشد وہدایت کا آفتاب اہل ظاہر کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

میں نے قادیانی پمفلٹ کا فوری جواب لکھنے کے لئے صرف چودھویں صدی کے دو گرامی قدر مجددینؒ کا ذکر خیر کیا۔ ورنہ برصغیر پاک وہند کے خواجگان چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ رحمہم اللہ اجمعین نے گذشتہ صدی میں اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں تجدید دین اور احیاء سنت کا قابل قدر کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔

اللہ عزوجل علیم وخبیر ہے، اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے

قرآن عظیم شاہد ہے: "الرحمن۔ علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمه البیان" (الرحمٰن ۱تا۴)

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو قرآن سکھایا) پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین آنحضرت ﷺ پر دین کو کامل واکمل فرما دیا۔ اور ساتھ ہی آنجناب ﷺ پر اتمام نعمت فرما دیا۔ حضور ﷺ پر اللہ عزوجل نے اپنے فضل عظیم سے جہاں اور بے شمار احسان فرمائے۔ اور لاتعداد معجزات عطا فرمائے۔ وہاں اللہ علیم کبیر نے بذریعہ قرآن شریف اور دیگر ذرائع مخصوصہ سے اپنے محبوب ﷺ کو علم عطا فرمایا۔ اس احسان کا اعلان وبیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب لاریب میں بیشتر مقامات پر کیا ہے:

چند آیات پیش خدمت ہیں: "الرحمن علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمه البیان" (الرحمٰن ۱تا۴)

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو) کو قرآن سکھایا۔ پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔ "لا تحرك به لسانك لتعجل به۔ ان علينا جمعه وقرآنه۔ فاذا قرآنه فاتبع قرآنه۔ ثم ان علينا بيانه۔ " (القیامہ ۱۶تا۱۹) تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور ترجمہ (اے حبیب) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تا کہ آپ یاد کرلیں۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارکہ) میں جمع کرنا) اور اس کو پڑھانا۔ پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں اس پڑھنے کا پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا۔

مذکورہ بالا دونوں آیات بینات سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو آنحضور ﷺ کے سینہ مبارکہ میں جمع بھی فرمایا اور اس میں تمام باریکیوں پر آپ کو مطلع فرمایا۔

"وما ينطق عن الهوى۔ ان هو الا وحي يوحى۔ " (النجم ۳،۴) حضور ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر جو وحی کی جاتی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میں نے رب عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ رب پاک نے فرمایا" (اے محبوب) ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟" میں نے عرض کی کہ مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا۔ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا۔ جو کہ آسمان اور زمینوں میں تھیں۔" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ: "حضور ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمرو بن اخطب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی۔ اور جو (قیامت تک) ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔" (مسلم شریف)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: "حضور ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ (بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ سب بیان کر دیا۔ جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔" (مسلم شریف)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: "نہیں چھوڑا حضور ﷺ نے کسی فتنہ چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک کہ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی۔ مگر ہمیں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بھی بتا دیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے رکھا دنیا کو۔ میں دنیا کی طرف اور اس میں قیامت تک ہونے والے حوادث کی طرف یوں دیکھتا تھا۔ جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔" (طبرانی مواھب لدنیہ)

"حضرت ابو زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا: یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کی خبر دی۔ ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ وہی زیادہ عالم ہے۔" (صحیح مسلم شریف)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ

دونوں کتابیں کیسی ہیں۔ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں بتا دیں۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔ اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں بہشتیوں کے نام اور ان کے آباؤ قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخر میں ان کا مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی۔ اور نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں۔ پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ (پوری حدیث)"

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: "حضور ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں فریبی جھوٹے ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں گے جو تم نے نہ سنی ہوں نہ تمہارے باپ دادا نے۔ بچنا ان سے بچانا اس کو اپنے سے۔ کہیں تم کو گمراہ کر کے فتنہ میں ڈال دیں۔

میں نے چند آیات قرآنی اور چند احادیث نبوی ﷺ پیش کی ہیں کہ اہل ایمان جان جائیں کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے روز اول سے روز آخر تک جو ہوا ہے اور جو ہوگا تمام کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے خداداد علم سے اپنی امت کو آنے والے تمام خطرات سے آگاہ فرمایا۔ تاکہ آنے والے زمانہ میں لوگ نیک و بد کی تمیز کر پائیں۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اللہ عزوجل کے عطائے علم غیب کو بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں۔

آنے والے خطرات و واقعات کا انکشاف

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایسے فتنے اٹھیں گے کہ ان میں بیٹھ جانے والا کھڑے رہنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے فائدہ میں رہے گا اور جو انہیں دیکھنے کے لئے بڑھے گا وہ فتنے اسے انہیں طرف کھینچ لیں گے۔ پس جس کو سامنے پناہ گاہ ملے وہ فوراً اس میں پناہ گزیں ہو جائے۔

موجودہ دور کے محدثین کرام فرماتے ہیں کہ آج سے چودہ صدی قبل مخبر صادق ﷺ نے موجودہ دور کے جنگ میں بچاؤ اور دفاع کی تدابیر بیان فرمائی ہیں۔

حضور ﷺ نے قیامت سے پہلے کے آثار قیامت بیان فرمائے جو کچھ ظاہر ہو چکے ہیں جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا بیان خداوند کریم کے عطائی علم کے عین مطابق ہے۔

۱...... تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک مشرق دوسرا مغرب

میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں۔

۲...... علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھا لئے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور ان کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے۔

۳...... جہل کی کثرت ہوگی۔

۴...... زنا کی زیادتی ہوگی۔

۵...... مرد کم ہوں گے۔ عورتیں زیادہ

۶...... علاوہ اس بڑے دجال کے اور تیس دجال ہوں گے۔ وہ سب دعوائے نبوت کریں گے۔ حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ جن میں بعض گزر چکے۔ جیسے مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی، سجاح عورت، غلام احمد قادیانی وغیرہ۔ شاید کچھ کذاب آئندہ بھی ہوں۔

۷...... مال کی کثرت ہوگی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔

۸...... ملک عرب میں کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔

۹...... دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

۱۰...... وقت میں برکت نہیں ہوگی۔ بہت جلد جلد گزرے گا۔

۱۱...... زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔

۱۲...... علم دین پڑھیں گے۔ مگر دین کے لئے نہیں۔

۱۳...... مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا۔

۱۴...... ماں باپ کی نافرمانی عام ہوگی۔

۱۵...... احباب سے میل جول اور لیکن باپ سے جدائی۔

۱۶...... مساجد میں لوگ چلائیں گے۔

۱۷...... گانے بجانے کی کثرت ہوگی۔

۱۸...... اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اور ان کو برا کہیں گے۔

۱۹...... درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے۔

۲۰...... ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں۔ بڑے بڑے محلوں پر فخر کریں گے۔

۲۱...... دجال کا ظاہر ہونا جو چالیس دن میں حرمین طیبین کے سواء تمام روئے زمین پر گشت کرے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا۔ تو ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ کہ جو منافقین وہاں ہوں گے خوف سے شہر سے نکل کر دجال کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ دجال کے ساتھ یہودی لشکر ہوگا۔ دجال کی پیشانی پر "ک اف ر" لکھا ہوگا۔ جس کو ہر مسلمان پڑھے گا۔ اور کافروں کو نظر نہیں آئیں گے۔ جب دجال دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا۔ اس وقت مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں گے۔

فضائل مہدی، مہدی کون؟

کچھ تفصیل پڑھ لیں۔ اہل سنت وجماعت کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام اولاد سیدہ فاطمہ زہرہؓ سے ہوں گے۔ بعض اولاد سیدنا حسینؓ سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق سیدنا امام حسنؓ کی اولاد پاک میں سے ہوں گے۔

احمد اور ماوردی کی روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی حالت میں آئے گا اور زمین کو عدالت سے پر کر دے گا جس طرح کہ پہلے ظلم سے پر تھی۔ اس سے آسمان وزمین کی ساکنین راضی ہو جائیں گے۔"

ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"مہدی میرا ہم نام ہوگا۔ اور اس کے باپ میرے باپ کے ہم نام ہوں گے۔ یعنی محمد بن عبداللہ۔ مال کی تقسیم برابر کریگا۔ لوگوں کے دلوں کو غناء سے بھر دے گا۔"

"حاکم کی روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک سخت مصیبت آئے گی۔ اس سے سخت مصیبت پہلے نہ سنی ہوگی۔ لوگوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا۔ اور وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم سے بھرپور تھی۔ اس کو آسمان وزمین میں بسنے والے دوست رکھیں گے۔ آسمان سے بہت بارشیں ہوگی۔ زمین خوب پیداوار دے گی۔ اس وقت کوئی فتور نہیں ہوگا۔ سات سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین میں رہیں گے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں بیس سال ان کا رہنا آیا ہے۔

"ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ میری عترت سے

ایک مردکو لائے گا۔ جس کے دانت پیوستہ اور پیشانی کشادہ ہوگی۔"

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ: "مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا......

......الخ۔" (ج ۲ص ۵۸۸)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے: "مہدی کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا۔ رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا۔ اور آنکھیں بنو اسحاق اسرائیلیوں کی طرح ہوں گی۔"

ایک روایت میں ہے: "عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور فلسطینی علاقہ میں دجال کے قتل میں تعاون فرمائیں گے۔" واللہ اعلم! صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے۔

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ، نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اگر زمانے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی بھیجے گا کہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

(ابوداؤد)

"ابو اسحاق نے کہا ہے کہ امیر المومنین علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے۔ اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ اس کے اخلاق رسول اللہ ﷺ جیسے ہوں گے۔ اور صورت ان جیسی نہ ہوگی۔ پھر قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔" (ابوداؤد)

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ یقیناً میری اولاد میں سے قیامت کے قریب جبکہ مؤمنوں کے دل مر جائیں گے۔ جیسا کہ جسم مر جاتے ہیں۔ جبکہ ان کو تکلیف اور شدت اور بھوک اور قتل اور متواتر فتنوں اور بڑی بڑی جنگوں کی ایذاء پہنچے گی۔ ایک آدمی پیدا ہوگا۔ اس دور میں سنتیں مر جائیں گی بدعات زندہ کی جائیں گی بھلائی کا حکم دنیا سے متروک ہو جائے گا اور برائی سے روکنا ختم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ مہدی محمد بن عبداللہ کے ذریعہ ان سنتوں کو زندہ کرے گا جو مر چکی ہوں گی۔ اور اس کے عدل اور اس کی برکت سے مؤمنوں کے دل خوش ہوں گے۔

اس کے ساتھ عجم کی ایک جماعت اور عرب کے قبائل شامل ہو جائیں گے۔ وہ کچھ سال تک اسی طرح حکومت کرے گا۔ جو زیادہ نہیں ہوں گے دس سال سے کم ہوں گے پھر وہ فوت ہو جائے گا۔ (کنز العمال)

سیدنا علیؓ نے فرمایا۔ مہدی کی جائے پیدائش مدینہ طیبہ ہوگی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے

اہل بیت سے ہوگا۔اس کا نام ہمارے نبی کا نام ہوگا۔اس کی ہجرت گاہ بیت المقدس ہوگی۔اس کی داڑھی بھاری ہوگی۔آنکھیں سرگیں ہوں گی۔دانت چمکیلے ہوں گے۔اس کا چہرہ پر خال ہوگا۔اس کے کندھوں کے درمیان نبی کریم ﷺ جیسی علامت ہوگی۔وہ نبی ﷺ کا جھنڈا لے کر نکلے گا۔جو کہ سیاہ رنگ کی دھاری دار چار خانیہ چادر سے بنایا گیا تھا۔اس جھنڈے کو نبی کریم ﷺ کے بعد نہیں کھولا اور مہدیؓ کے نکلنے پر کھولا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے گا۔جو ان کے مخالفوں کو منہوں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔جب وہ مبعوث ہوں گے تو ان کی عمر اس وقت تیس اور چالیس سال کے درمیان ہوگی۔ (ابونعیم کنزالعمال)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب سفیانی مہدی کی طرف لڑائی کے لئے لشکر بھیجے گا تو وہ لشکر بیداء کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا اور یہ بات شام والوں کو پہنچے گی تو ان کا طلایہ گردستہ کہے گا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا۔اس کی بیعت کرو اور اس کی اطاعت میں داخل ہو۔ ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ چنانچہ وہ مہدی کی طرف بیعت کا پیغام بھیجے گا اور مہدیؓ چلتے چلتے بیت المقدس پہنچے گا۔اس کی طرف خزانے منتقل ہوں گے اور عرب و عجم اور اہل حرب اور رومی اور ان کے علاوہ دوسرے بھی بغیر جنگ کے اس کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ اور اس سے آگے مسجدیں تعمیر کی جائیں گی۔

اور اس سے پہلے اس کے اہل بیت سے مشرق میں ایک آدمی نکلے گا۔وہ آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر تلوار اٹھائے رکھے گا۔وہ قتل کرے گا اور مثلہ کرے گا۔اور بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا۔اور وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے فوت ہو جائے گا۔ (کنزالعمال)

"جناب ہلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر کے علاقہ سے ایک آدمی نکلے گا۔اسے حارث حراث کہا جائے گا۔اس کے مقدمہ پر ایک آدمی ہوگا جسے منصور کہا جائے گا۔وہ آل محمد کے لئے اس طرح میدان ہموار کرے گا۔جیسا کہ حضور ﷺ کے لئے قریش نے میدان ہموار کیا تھا ہر مومن پر فرض ہے کہ اس کی مدد کرے۔ (ابوداؤد)

سیدنا ابوجعفر محمد بن علی علیہا السلام نے کہا کہ ہمارے مہدی کی دو علامتیں ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے لے کر کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگے گا۔اور اس طرح کا گرہن جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا۔ (دار قطنی)

سنن ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دنیا فنا نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ حاکم ہو زمین عرب کا ایک شخص میرے اہل بیت سے جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا۔ یہاں تک کہ میرا فرمان پورا ہو۔ میرے اہل بیت کا ایک شخص اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ یعنی محمد بن عبداللہ۔ والدہ کا نام آمنہ اور جائے پیدائش مدینہ طیبہ یا قریب آبادی وہ تمام زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح اس سے پہلے ظلم وستم سے پر ہوگی۔ اور ان کی شکل وصورت آنحضرت ﷺ کی صورت سے مشابہ ہوگی بات کرتے ہوئے اڑ کر بولے گا اور ران پر ہاتھ مارے گا۔

ظہور مہدی علیہ السلام

سنن ابوداؤد میں ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ نے روایت فرمائی کہ فرمایا پیغمبر ﷺ نے ایک بادشاہ اسلام کی وفات کے وقت لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اس وقت مدینہ کا ایک شخص (یعنی امام مہدی) مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگے گا۔ پھر مکہ کے کچھ لوگ آ کر ان سے خلافت قبول کرنے کی درخواست کر کے ان کو باہر نکالیں گے۔ اور آپ بادشاہی سے نفرت اور کراہت کرتے ہوں گے۔ پس وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے اور غیب سے آواز آئے گی جو حاضرین سنیں گے۔

"ھذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا لہ واطیعوا" یہی خلیفۃ اللہ مہدی ہیں اسے پہچانو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ پس پھر اصحاب کہف اور حاضرین اولیاء اور شامی ابدال آپ کی بیعت میں شامل ہو جائیں گے۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جبکہ ایک فراخ میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب اول اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت سارے کے سارے کیونکر دھنسائے جائیں گے۔ حالانکہ بعض ان میں بازاری ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو سارے کے سارے دھنسا دیئے جائیں گے۔ پھر ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ یہ لشکر جو زمین میں غرق ہوگا۔ وہ مقام بیداء میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ واقعہ دیکھیں اور سنیں گے تو ان کے پاس شام

کے ابدال اور عراق کے لوگ جماعتیں جماعتیں ہوکر آئیں گے۔ اور ان سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا یعنی سفیانی جس کے ماموں قبیلہ بنوکلب سے ہوں گے۔ تو امام مہدی کی طرف لشکر بھیجے گا۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہی ان پر غالب آجاویں گے۔ اور یہ لشکر بنوکلب کا ہوگا اور امام مہدی لوگوں کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرائیں گے۔ اور اسلام زمین میں اطمینان کے ساتھ قرار پکڑے گا اور امام مہدی اس حالت میں سات سال تک رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے۔ اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

جب مدینہ طیبہ تک یہ خبر پہنچے گی تو مدینہ شریف کے لوگ مکہ مکرمہ میں خلیفۃ اللہ مہدی کی بیعت میں شامل ہوں گے۔ جب مہدی کعبہ سے نکلیں گے تو پہلے کعبہ کے دروازہ کے سامنے جو خزانہ مدفون ہے اس کو نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے۔

ترمذی کی حدیث جو حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ کوئی آدمی امام مہدی کے پاس آکر کہے گا اے مہدی مجھے کچھ دیجئے۔ کچھ عنایت کیجئے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ امام مہدی اس کے کپڑے میں اتنا مال وزر ڈال دیں گے کہ وہ اٹھا نہ سکے گا۔ امام مہدی اتنی سخاوت فرمائیں گے کہ بغیر حساب و گنتی کے تقسیم کریں گے۔ بلکہ لپیں بھر بھر کر دونوں ہاتھوں سے دیں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ مکرمہ سے رخصت ہوکر مدینہ طیبہ زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوکر بمعہ لشکر راستہ میں کفار سے جہاد فرماتے ہوئے دمشق پہنچ جائیں گے۔

دجال کا ظاہر ہونا

ادھر دجال پھر پھرا کر شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر آنکلے گا۔ دجال کی ایک آنکھ ہوگی۔ دوسری آنکھ اور ابرو بالکل نہیں ہوگا۔ قد آور گدھے پر سوار ہوگا۔ پیشانی پر ک ا ف ر کا فر لکھا ہوگا۔ جسے ہر مسلمان پڑھا اور ان پڑھ سب دیکھ لیں گے۔ دجال قوم یہودی سے ہوگا۔ لقب مسیح گنجے سر والا اور قد کا چھوٹا جو دعویٰ نبوت کرے گا۔ ہزاروں یہودی اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ تو پھر خدائی دعویٰ کرے گا۔ دجال ایک بڑے لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف بڑھے گا۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ناگاہ جب لوگ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ تو اس حال میں کوئی فریاد کرے گا۔ دجال لعین تمہارے اہل عیال میں آپڑا ہے۔ تو جو کچھ مال غنیمت ان کے ہاتھوں میں ہوگا سب ڈال دیں گے۔ اور سب اپنے گھروں کو دوڑ پڑیں

گے۔ امام مہدی علیہ السلام جاسوسی اور تلاش دجال کے لئے دس سوار روانہ فرما دیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میں ان سواروں کے نام اوران کے باپوں کے نام اوران کے قبائل کے نام جانتا ہوں اوران کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ اور سوار روئے زمین کے اچھے سواروں میں سے ہوں گے۔

بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث نبویؐ

قبل اس کے دجال دمشق پہنچے۔ امام مہدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہوں گے۔ اسی اثناء میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں رویت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ زرد رنگ کا زعفرانی جوڑہ پہنے ہوں گے۔

فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اتریں گے۔ سر کو نیچا کریں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب اونچا کریں گے تو موتیوں کے دانوں کی طرح پسینہ کے قطرے گریں گے۔ تو کافران کے سانس کی بو پا کر مر جائیں گے۔ اوران کا سانس وہاں تک پہنچتا ہے۔ جہاں تک ان کی نگاہ پہنچتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام تم میں نزول فرمائیں گے۔ اس شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ اور انصاف کریں گے۔ چنانچہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ اور مال کو بہا دیں گے۔ حتیٰ کہ قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ جس میں سابق حدیث سے اتنا زیادہ ہے کہ لوگ جوان اونٹوں کو چھوڑ دیں گے تو پھران سے کوئی باربرداری کا کام نہ لے گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بغض، عداوت اور حسد ختم ہو جائے گا۔ اور مال دینے کے لئے بلائیں گے تو کوئی مال قبول نہ کریں گے۔

جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔ اور وہ قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اوراس گروہ کا امام (مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آیئے نماز پڑھائیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے اعزاز اور بزرگی جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ فرماویں گے۔نہیں تم ہی میں سے بعض بعض پر حاکم اور امیر ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے۔نماز کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی۔عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔پھر لشکر اسلام، لشکر دجال پر حملہ کرے گا۔گھمسان کا معرکہ ہوگا۔اس وقت دم عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا۔اور جس کافر تک وہ پہنچے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور دجال بھاگ جائے گا۔مگر مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے میں جا لیں گے۔اور نیزہ سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔لشکر اسلام، لشکر دجال کے قتل وغارت میں مشغول ہو جائے گا۔لشکر دجال میں جو یہودی ہوں گے۔ان کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی۔یہاں تک کہ رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو وہ پتھر یا درخت خود بول اٹھے گا کہ یہودی یہاں ہے اس کو قتل کر دو۔دجال کے فتنہ کے رفع ہونے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے۔صلیب کو توڑیں گے۔خنزیر کو قتل کر دیں گے اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔سوائے قبول اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔سب کافر مسلمان ہو جائیں گے۔امام مہدی علیہ الرضوان کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی۔اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان سے اتریں گے۔نکاح کریں گے۔اولاد ہوگی۔وصال فرمائیں گے۔تو پھر عیسیٰ علیہ السلام روضۂ رسول ﷺ میں دفن ہوں گے۔

امام جعفر صادقؓ اپنے باپ حضرت محمد باقرؓ سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ علی زین العابدینؓ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔خوش ہو جاؤ۔میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے۔نہیں معلوم کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا شروع۔یا اس باغ کی طرح ہے جس سے ایک سال ایک فوج نے کھایا۔پھر دوسرے سال ایک اور فوج نے کھایا۔شاید اس کی آخری فوج عرض میں زیادہ عریض ہو۔اور عمق میں زیادہ عمیق ہو۔اور حسن میں زیادہ اچھی ہو۔وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں، میں اور درمیان میں مہدی اور آخر عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔لیکن اس کے درمیان ٹیڑھے اپنچی ہوں گے۔نہ ان کا مجھ سے تعلق اور نہ میرا ان سے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔
وخاتم النبیین وعلی الہ واصحابہ اجمعین"

عقیدۂ ختم نبوت پر چند دلائل

سورہ بقرہ کی آیت نمبر۴: "والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخرۃ ھم یوقنون" ﴿اور وہ جو ایمان لائے ہیں اس پر (اے حبیب) جو اتارا گیا ہے آپ پر اور اتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔﴾

اس آیت پاک میں حضور ﷺ کی ختم نبوت کی بیّن دلیل ہے کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو حضور ﷺ پر نازل ہوئی یا آنحضرت ﷺ سے پہلے۔ اگر سلسلۂ نبوت جاری ہوتا تو حضور ﷺ کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور پھر اس پر ایمان لانے کا حکم بھی ہوتا۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰۔ "ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین" بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو "بکل شئی علیم" ہے نے فرمایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اہل ایمان کا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے دعوے کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اس سزا کا مستحق ہے جو اس نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے۔

حدیث پاک سے ختم نبوت کا ثبوت

بخاری شریف ج اص ۵۰۱ بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النبیین:
ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی

جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

نمبر ۲ مسلم شریف ج ۱ص ۱۹۹ کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔

۱...... مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔

۲...... رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔

۳...... میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔

۴...... میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنادیا گیا۔ اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔

۵...... مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا۔

۶...... میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔" (ترمذی جلد ۲ ص ۵۳)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔ یعنی حضور ﷺ آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت۔"

(ابن ماجہ ص ۲۹۷)

امام ترمذی نے جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ کتاب مناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ: "اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائل صحابہ ؓ کے عنوان کے تحت یہ ارشاد نبوی نقل کیا:

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۸، بخاری ج ۱ ص ۵۲۶)

ابوداؤد کتاب الفتن میں حضرت ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ: "رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ترمذی جلد ۲ ص ۴۵)

فائدہ......حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا وہ کذاب ہے دجال ہے وہ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

اگر چہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا۔ اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

چنانچہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا۔ صحیح اسلامی سیاسی قوت نے اور نہ دینی عقل ودانش نے کبھی بھی نبوت کے کذاب دعویداروں سے کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے ان کے خلاف جہاد روا رکھا۔ بلکہ فرض سمجھا۔ حدیث وتاریخ سے ثابت ہے کہ مسیلمہ کذاب خود دعویٰ نبوت کے باوجود حضور ﷺ کو بھی اللہ کا رسول سمجھتا تھا۔

بلکہ طبری کی روایت کے مطابق اپنی اذان میں "اشھد ان محمد رسول اللہ" بھی کہتا تھا۔ اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل جہنم کر کے دم لیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں تابعین حفاظ اور جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے تھے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا اور کمال یہ ہے کہ دور صدیقی کے تمام صحابہ کرامؓ وتابعینؒ اس عظیم فتنے کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔

تصویر کا پہلا رخ

اور مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری والا معاملہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی دعوائے نبوت سے قبل تقریباً ۱۹۰۱ء تک اسی عقیدہ ختم نبوت میں امت اسلامیہ کا ہم نوا ہے۔ چند حوالہ جات کو پڑھیے۔ جو مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی خود تحریر کردہ ہیں:

۱...... "کیا ایسا مفتری بدبخت جو خود رسالت ونبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے

بعد نبی اور رسول ہوں۔" (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ص ایضاً حاشیہ)

۲...... "میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۱۳۱، خزائن ج۷ص ۲۹۷)

۳...... "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات کا اور نہ ملائکہ اور لیلۃ القدر سے منکر اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔" (اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

۴...... "مجھے کب جائز ہے کہ میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں سے مل جاؤں۔" (حمامۃ البشریٰ ص۱۳۱، خزائن ج۷ص ۲۹۷)

۵...... "میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سلف کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔"

(اشتہاری اعلان ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص ۲۳۰۔۲۳۱)

۶...... "میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد ﷺ کے نہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث' جو چشمہ حق ومعرفت ہے کی پیروی کرتا ہوں۔ اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں۔ جو کہ اس خیر القرون میں یا اجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا نہ کمی۔ اور اس اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا۔ اور اسی پر خاتمہ اور انجام ہوگا۔ اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے۔ یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔" (انجام آتھم ص۱۴۴، ۱۴۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۷...... "ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ وحی نبوت کے ہم قائل نہیں ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ص ۲۹۷)

۸...... ''آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی......کافر خبیث ہے۔''
(انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ص ۲۸)

۹...... ''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''
(فیصلہ آسمانی ص۴، خزائن ج۴ص ۳۱۳)

۱۰...... ''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا ہے۔اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ''لا نبی بعدی '' میں واضح طور پر فرمادی ہے۔اب اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دے دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں۔جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے۔اور ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے۔درآں حال یہ کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا۔''
(حمامۃ البشریٰ ص۳۴، خزائن جلد۷ص ۲۰۰)

تصویر کا دوسرا رخ،مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

۱...... مرزاغلام احمد لکھتا ہے کہ:''خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔''
(اربعین نمبر۳ص ۳۶، خزائن ج۱۷ص ۴۲۶)

۲...... ''وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ص ۲۰۷)

۳...... ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔جیسا کہ توریت،انجیل اور قرآن پر۔''
(اربعین نمبر۴، خزائن ج۱۷ص ۴۵۴)

۴...... ''خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے۔اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزوں سے کم نہیں ہوگا۔''
(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ص ۴۰۷)

۵......

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ص ۱۳۴)

۶...... ''میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں۔تو میں کیونکر رد کردوں۔یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ص ۲۱۰)

۷...... ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“
(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۸...... ”خدا نے ہزار ہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے جن کی یہ تائید کی گئی۔“
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

۹...... ”خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔“
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۱۰...... ”یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔“
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

۱۱...... ”اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹ گئی۔“
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

قادیانیوں کے لغویات اپنے مخالفین کے متعلق

۱...... ”ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“
(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

۲...... ”اے مرزا جو تیری پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

۳...... ”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔“
(حقیقت الوحی ص ۱۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

۴...... ”کل مسلمانوں نے میری دعوت قبول کی مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی مجھے نہیں مانتے۔“
(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نوٹ:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا لڑکا فضل احمد مرزا قادیانی کا منکر تھا اور مرزا قادیانی کو نہیں مانتا تھا۔ اس لئے اس کا جنازہ مرزائیوں نے نہیں پڑھا۔

۵...... ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں۔“
(آئینہ صداقت مرزا محمود ص ۳۵)

۶...... "حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارے اختلافات صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ہر ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔"

(مرزا محمود احمد الفضل ۳ر جولائی ۱۹۳۱ء)

۷...... "غیر احمدیوں کا کفر بیّنات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔"

(روشن علی محمد سرور قادیان الفضل ۷ر فروری ۱۹۲۱ء)

۸...... "وہ مرزا غلام احمد کو ایسا ہی نبی مانتا ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نبی تھے۔ اس لئے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ۱۷/۱۷ کتوبر ۱۹۲۱ء)

۹...... "جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگر چہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔"

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان الفضل مورخہ ۲۳/ ۱کتوبر ۱۹۲۲ء)

۱۰...... "میں اپنے مخالفوں کو فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے مار سکتی ہے۔ مگر میرے عقائد کو دبا نہیں سکتی۔ لیکن میرا عقیدہ فتح پانے والا اور بالکل وہی ہے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کے حامیوں نے رسول اللہ ﷺ اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے کہا کہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔"

(روزنامہ آفاق ۳۰ر دسمبر ۱۹۵۱ء)

فرنگی...... سکھ ہندو اور مرزائیت

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد سرزمین ہند پر انگریزوں کا تسلط تو ہوگیا۔ لیکن وہ مسلمانوں سے خائف رہے اور انہوں نے اپنے راج کے استحکام کا راز اس امر میں مضمر سمجھا کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج اور بے دست و پا کر دیا جائے۔ انگریزوں کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں جہاد کا دینی جذبہ تھا۔ یہ جذبہ جب بیدار ہوتا ہے تو مسلمان موت سے کھیلنے لگتا ہے۔ طویل سوچ بچار کے بعد فرنگی اصول کے مطابق (divide and rule) پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ یعنی ملت اسلامیہ کی وحدت میں شگاف ڈالا جائے تجویز ہوا کہ کسی

شخص سے محمد کا حواری نبی ہونے کا دعویٰ کرایا جائے۔ حکومت اس کی سرپرستی کرے۔ فیصلے کے تحت ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو لدھیانہ میں مہاراجہ پٹیالہ جے سنگھ نے انگریزوں کی طرف سے پیش کش کی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اس امر کا تذکرہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ہوا۔ مرزا قادیانی نے مہاراجہ سے مل کر ایمان کا سودا کر لیا۔ شاید مہاراجہ پٹیالہ کے احسان کا شکریہ کچھ اس طرح ادا کیا کہ مرزا نے اپنا الہامی نام امین الملک جے سنگھ بہادر بتایا۔ کیونکہ اس سکھ دلال کے ذریعہ مرزا خدا وندی فرنگی تک پہنچا۔ پس بیعت بھی لدھیانہ سے شروع ہوئی۔ اور مسیح ہونے کا اعلان بھی لدھیانہ سے ہوا تھا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے انگریزوں کو نبی فراہم کیا تو مہاراجہ کشمیر نے اس کذاب کا معاون اور جعل سازی کو چلانے والا دماغ حکیم نورالدین انگریزوں کو بخشا۔ جو مہاراجہ کشمیر کا معالج خصوصی تھا۔

اس لئے تو مرزا قادیانی کو اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طباعت کے لئے ابتداء میں رقم ریاست پٹیالہ سے ملی تھی۔ جس کا اعتراف مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیف (حقیقت الوحی ص ۳۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۰) پر یوں کیا ہے کہ:

"جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل درپیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لئے روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ کھجور کے تنا کو ہلا تیرے پر تازہ بہ تازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس کے حکم پر عمل کیا۔ اور خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ان کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلا توقف ڈھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ ڈھائی سو روپیہ دیا۔"

قادیانیوں سے ہندوؤں کی توقعات

اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں کو ایک ہی امید کی جو شمع دکھائی دیتی ہے وہ احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کر لیں گے اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس اخبار بندے ماترم ۲۲ر اپریل ۱۹۳۲ء)